رحمت ومہربانی

شاہ بلیغ الدین رحمہ اللہ

ماں کی پریشانی دیکھ کر بچے کو چھوڑ دیا گیا۔ وہ قید سے چھوٹا تو خوشی سے دوڑتا کلیلیں بھرتا اپنی ماں سے جاملا۔ کچھ نہ پوچھئے کہ خوشی سے دونوں کا کیا حال ہوا۔ دونوں کو نئی زندگی مل گئی۔ بچے کو چھوڑنے والا آگے بڑھ گیا۔ ماں بچے کو لے کر لوٹ گئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد وہ رکتی اور دور جاتے ہوئے اپنے محسن کی طرف دیکھتی رہی۔ کوئی اس کی نظریں دیکھتا تو معلوم ہوتا کہ اس میں اپنے محسن کے لیے کیسا پیار، کیسی عقیدت اور دل سے نکلنے والی دعاؤں کی کتنی روشن جھلک تھی، وہ بچے کو چھوڑنے والا جب بھی مڑتا اور یہ منظر دیکھتا تو بے اختیار اس کا دل بھر آتا اور وہ سوچتا کہ بچے کو ماں سے چھڑا کر اس نے کیسا ظلم کیا تھا۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا کہ اس نے اس کے دل میں رحم ڈال دیا، ورنہ امتنان وتشکر کا یہ منظر دیکھنے کو کہاں ملتا۔

رحم اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں بہت بڑی صفت ہے۔ عدل سے بھی بڑی صفت۔ قرآن میں آیا کہ: ''اَنْتَ خَیْرُ الرّٰحِمِیْن'' کہ رحم کرنے والوں میں وہ سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔ دنیا جہاں میں سینکڑوں باتیں رحم کی سننے میں آتی ہیں اور رحم کرنے کے بہت سے واقعات ہماری آنکھوں کے سامنے ہوتے رہتے ہیں یہ سب رحمت خداوندی کا عکس ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ صفت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اسی لیے اللہ تعالیٰ نے آپ کے بارے میں فرمایا کہ ''حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَؤُفٌ رَّحِیْم '' کہ وہ بہتری کے بڑے شائق اور مسلمانوں پر بہت شفیق اور بہت مہربان ہیں یہی صفت اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام میں بھی پیدا کردی تھی چنانچہ ارشاد فرمایا کہ ''رُحَمَآءُ بَیْنَھُمْ'' کہ وہ ایک دوسرے سے بڑی محبت کرنے والے ہیں۔ کوئی شخص اگر یہ کہے کہ صحابہ الطاف وکرم کا مظاہرہ کرنے کے بجائے کبھی زمین پر کبھی عہدوں پر آپس میں لڑتے رہتے تھے تو وہ قرآن کا جھٹلانے والا اور پکا منافق ہے۔ اگر کسی کتاب یا تاریخ میں یہ بات لکھی ہو تو وہ کتاب غلط اور وہ تاریخ جھوٹی ہے رحم تو مسلمانوں کا خاص وصف ہے۔ صحابہ کرام اس سے مالا مال تھے۔

اب اس شخص کی قسمت دیکھئے جس نے بچے کو چھوڑ دیا تاریخ فرشتہ میں ہے کہ اسی رات اسے خواب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ ارشاد ہوا کہ ''اے ناصر الدین! تیرا عمل اللہ کی بارگاہ میں قبول ہوا اس لیے اب تجھے چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کے احترام میں کبھی رحم کو اپنے ہاتھ سے جانے نہ دے۔ یہی دین ودنیا کا سرمایہ ہے۔ جامع الحکایات اور تاریخ فرشتہ میں ہے کہ ناصر الدین، الپتگین کا ملازم تھا۔ اس کے پاس بس ایک ہی گھوڑا تھا۔ دن رات وہ اسے دوڑاتا رہتا اور جنگل میں شکار کھیلا کرتا تھا۔ وہ کمال کا شکاری تھا۔ ایک دن اس نے ایک ہرنی اور اس

کے بچے کو چرتے اور بھاگتے دیکھا تو گھوڑا ان کے پیچھے ڈال دیا اور بچے کو زندہ پکڑ کر اپنی زین سے باندھ کر گھر لوٹنے لگا۔ ابھی وہ جنگل ہی میں تھا اور خوش خوش چلا جا رہا تھا کہ اس نے مڑ کر دیکھا کہ ہرنی کا بچہ ساتھ آرہا ہے یا نہیں؟ وہ برابر ساتھ آرہا تھا لیکن اس کے پیچھے پیچھے اس کی ماں بھی آرہی تھی۔ کبھی سر پٹکتی، کبھی کراہتی، سوار اسے بھی پکڑ سکتا تھا لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ماں کو اپنی محبت میں اس بات کی فکر ہی نہیں تھی کہ اس کا کیا ہوگا۔ اب ناصر الدین نے بار بار مڑ کر اسے دیکھنا شروع کیا۔ ماں کی ممتا چھپ نہیں سکتی۔ بے زبان تھی لیکن وہ ہرنی اپنی پریشانی اور غم کا ہر ممکن اظہار کیے جارہی تھی حتیٰ کہ ناصر الدین ماں کے غم کو دیکھ نہ سکا۔ انصاف اور رحم کا تقاضا یہ تھا کہ ہرنی کا بچہ چھوڑ دیا جاتا۔ یہ خیال آنا تھا کہ ناصر الدین نے اپنی زین سے بندھی ہوئی رسی کھول دی اور بچے کو آزاد کردیا۔ اس وقت کوئی ہرنی کی حالت دیکھتا فرط مسرت اور شدت جذبات سے اس کے آنسو نکل آئے تھے۔

ماں باپ کی محبت اولاد کے لیے بڑی بے پایاں ہوتی ہے اسی لیے ہمارے دین نے کہا کہ باپ کے راضی رکھنے میں اور ماں کی خوشی میں جنت ہے۔ ناصر الدین کو اللہ نے اس کا صلہ یہ دیا کہ وہ سبکتگین بن کر اس علاقے کا حکمران بن گیا۔

(مطبوعہ: طوبیٰ)

فُضَیل ابنِ عیاض رحمہ اللہ کی نصیحت

سفیان ثوری رحمہ اللہ ایک روز فُضَیل بن عیاض رحمہ اللہ کے پاس گئے تو ان سے کہا کہ ابوعلی مجھے کچھ نصیحت فرمایئے اس پر فُضَیل رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں آپ حضرات کو کیا نصیحت کروں (آپ خود اہل علم ہیں مگر اتنا کہتا ہوں کہ) اے علماء کی جماعت تم چراغ تھے تم سے ملکوں میں روشنی حاصل کی جاتی تھی سو اب تم سراسر تاریکی ہوگئے اور تم ستارے تھے تم سے ظلماتِ جہل میں راستہ معلوم کیا جاتا تھا۔ سو اب خود تم سراپا حیرت ہوگئے تم میں سے ایک شخص ان حکام کے دروازوں پر جاتا ہے۔ (ایک غلطی) پھر ان کے فرشوں پر بیٹھتا ہے، (دوسری غلطی) اور ان کا کھانا کھاتا ہے (تیسری غلطی) پھر ان کا ہدیہ قبول کرتا ہے (چوتھی غلطی) پھر اتنی غلطیوں کے بعد (ہادی بن کے) مسجد میں جاتا ہے (اور اس میں) مسند درس و وعظ پر بیٹھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم سے فلاں نے بیان کیا وہ فلاں سے روایت کرتے ہیں وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مضمون روایت کرتے ہیں (کس قدر ناز یبا بات ہے) واللہ! علم یوں نہیں طلب کیا جاتا (بلکہ اس کا طریق یہ ہے کہ اول خود عمل کرے پھر دوسروں کو بتلادے) راوی کہتے ہیں کہ سفیان رحمۃ اللہ علیہ (یہ سن کر اتنے روئے کہ ہچکی بندھ گئی اور اس کے بعد) چپکے چلے گئے۔　　(احوال الصادقین، علامہ عبدالوہاب شعرانی)